والذین یبیتون لربہم سجداً وقیاما

یعنی خدا کے بندے وہ ہیں جو رات بحضور رب کے سامنے سجدہ اور قیام کر کر بتاتے ہیں
نماز تراویح میں رکعت بیس فعل حضرت و عمل راشد عشرہ
مبشرہ و خلفائے راشدین و امامان اہل بیت و مجتہدین رضی
اللہ عنہم سنت موکدہ ہے اور بالیقین ثابت ہے۔

نماز بست رکعت تراویح

در ماہ رمضان المبارک

سنہ ۱۳۲۳ ہجری

از تالیفات عالیشان یکتائے زمان مولانا مولوی غلام قادر
صاحب بھیروی قریشی حنفی چشتی نظامی باجازت
انجمن حنفیہ حمید الدین خادم العلمائے از رائے
عام و خاص کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا

مسجد حکم شاہی انجمن حنفیہ بھیرہ سے ملتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

فضیلت رمضان

زائد از تحریر بیان

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک میں صحیفہ ہائے ابراہیمی اول شب اور توریت ساتویں شب میں اور انجیل تیرھویں شب اور قرآن شریف ستائیسویں شب کو نازل فرمایا۔ انکی برکات مشمول رمضان شریف ہیں۔ جیسا ان کتابوں کا بیان نہیں ہو سکتا ویسا ہی ماہ رمضان کا نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک لیلۃ القدر کی تعریف ناممکن ہے کہ ہزار ماہ سے وہ افضل ہے۔ اور قرآن شریف کے برکت اور انوار جس میں تجلی اسمائے ذاتی و صفاتی کی ہے جن کا حصر عقول میں ناممکن ہے۔ بس خاموشی بہتر ہے۔ اتنا اعتقاد کافی ہے کہ ماہ رمضان مثل سیپارۂ قرآن مجید کے جو مجموعہ حروف کلمات کا ہے جسکو ایک ایک حرف کی تعریف ناممکن ہے۔ اس کو فضل ایزدی برامت محمدی مختص سمجھکے شکر ادا کیا جائے۔ شکر اسی کا نام ہے کہ تلاوت قرآن شریف معہ تجرد از تعلقات مرغوبات نفسانی اختیار کرکے مسجد میں

معتکف ایک بورئے یا چادر کا احاطہ بنا لیوے۔ غسل و وضو کرکے دوگانہ پڑھکر بہ نیت اعتکاف اسمیں بیٹھے۔ اور دنیا کی کلام کوئی نہ کرے تلاوت کلام مجید و ادائے فرائض و نوافل میں مشغول رہے۔ اور برائے حاجت بشری یعنے بول و براز بقدر ضرورت جاوے۔ دیر نہ لگاوے۔ جہت وضو کرکے اپنے اعتکاف کی جگہ بیٹھ جاوے۔ بہتر ہے کہ اکیسویں ۲۱ تاریخ رمضان سے شروع کرے۔ اور رویت ہلال فطر تک مقیم رہے۔ اور طاق راتوں یعنے اکیسویں ۲۱ تیئسویں ۲۳ پچیسویں ۲۵ ستائیسویں ۲۷ شب میں اعتقاد لیلۃ القدر کا کرے اور عبادت ان راتوں میں بہت کرے۔ کہ ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل ہے۔ اور ہر روز وظیفے پڑھ دعا سلامتی ایمان و کفارہ گناہان اور برائے اقارب و عزیزان و سکرات الموت و فتنۂ قبر اور فتنۂ حشر اور عذاب جہنم سے بہت پناہ مانگے۔ [illegible] ہر رات رمضان میں ایک لاکھ صائم و قائم اہل دوزخ سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور آخر شب رمضان میں برابر ۲۹ لاکھ کے دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں جس کا مجموعہ قریباً ساٹھ لاکھ ہے۔ اور روزہ خاص اللہ کے واسطے ہے۔ اسکی قدر کوئی فرشتہ نہیں جانتا۔ اللہ آپ ہی جزا دیگا۔ جو عبادت ہے اسمیں بندہ اور خدا کی شرکت ہے۔ مگر روزہ خاص واسطے اللہ کے ہے۔ صدقہ فطر موجب قبولیت کا ہے روزہ کے جسکو ہر آدمی خواہ رمضان شریف میں پیدا ہو یا دیر سے ادا کرے بروز عید عند الصبح ہو جاتا ہے۔ جب پیچھے دیوے تو ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن تاخیر ہے۔ تعجیل عشرہ آخیر رمضان میں کرنی بہتر افضل ہے۔ کہ قبل از وجوب ادا کیا گیا۔ سابق فی الخیرات میں داخل ہوا ایسا ہی زکوٰۃ قبل از تمام سال افضل ہے۔ اور لیلۃ القدر میں ملائکہ

اور جبریل علیہم السلام نزول فرماتے ہیں۔ عابدوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں۔ نشان مصافحہ کا یہ ہے۔ کہ آنسو عابد کے بھر آتے ہیں۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسوقت جو دعا کرے قبول ہوتی ہے۔ رمضان کی اول دہائی رحمت الہی۔ دہائی ثانی مغفرت زبانی۔ تیسرا دہائی۔ رہائی از دوزخ آتش ہے اور آخر وہی عید الفطر یوم دعوت رب العالمین کی۔ اور سدن اچھا کھانا پینا خوش لباس اور عطر خوشبو لگانا اور سواری اسپان وغیرہ عبادت ہے۔ اور سدن روزہ حرام اور سوا اسکے دوگانہ عید فرائض سنن اوقات باقی نوافل مکروہ ہیں۔ صدقہ عید الفطر قبل از عید مسنون عبادت بدنی و مالی مطہر ذنوب و مسرور قلوب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اقسام روزہ

روزہ کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) فرض۔ (۲) واجب۔ (۳) مسنون۔ (۴) مندوب۔ (۵) نفل۔ (۶) مکروہ۔

فرض ماہ رمضان کے روزے ہیں۔ بقولہ تعالیٰ۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ۔ ترجمہ

اے ایمان والوں تمہارے اوپر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں

واجب۔ جو کفارات میں ہیں۔ مسنون عاشورہ مع التاسع کے اور چھ روزے ماہ شوال کے دوسری تاریخ سے آٹھ تک۔ مندوب۔ ہر ماہ کے تین روزے ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ۔ نفل روا یعنی نفلی روزے۔ مکروہ۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول فقط عاشورہ کا ایک روزہ رکھنا

دوسرا عیدین اور ایام تشریق یعنے گیارہویں بارہویں تیرہویں ذوالحجہ یہ پانچ روزے حرام ہیں۔ اور بعوض رمضان قیام رمضان تراویح کا پڑھنا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور صیام رمضان جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے اسکا ثواب سال بھر کے گناہ دور کر دیتا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبتک میری امت افطار روزہ میں جلدی کریگی۔ اور سحری کھانے میں دیر اسکا حال بہتر رہیگا۔ اور جب افطار میں دیر کرینگے اور سحری میں جلدی (سویرے) تو خیر و برکت سے محروم رہینگے۔

مباحات روزہ

روزہ کی فراموشی میں کھانا۔ پینا۔ صحبت کرنا۔ دوسرا آدمی روزہ دار کو کھاتا پیتا دیکھے تو یاد دلا دے۔ اگر بھوک سے بیتاب ہو کر کھاتا ہے تو دیکھنے والا یاد نہ دلا دے۔

نگاہ کرتے انزال ہو جانا۔ تھوڑی بہت نظر یکساں ہے۔

آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ اگرچہ سرمہ کی تلخی حلق تک پہنچے۔

سینگیاں لگوانا

غیبت کرنا۔

ولیکن ارادہ روزہ توڑنے کا کرنا۔ اور توڑے نہ حلق میں ہوا بلا اختیار چلا جانا۔

خراس کے حلق میں غبار خراس کا چلا جانا۔ مکھی کا منہ میں چلا جانا

احتلام ہو جانا۔

دانتوں سے خون نکل کر اندر چلا جانا۔

سحری کھاتے ہوئے سفیدی صبح کی نظر آئے لقمہ منہ سے نکال دینا۔

دوائی کوٹتے ہوئے۔ اسکی ہوا حلق میں پہنچے اور روزہ بھی یاد ہو۔ رات کو جنب ہوا صبح کی نماز تک نہ غسل کیا۔ فرج کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالنا۔ کان میں پانی پڑ جائے۔ لکڑی سے کان کو کھجلائے۔ ناک میں بلغم ہو۔ جان کر دماغ کیطرف کھینچ لینا۔ بہتر ہے کہ بلغم کو نکال ڈالے جیسا امام شافعی کا مذہب ہے۔ جوش سے قے کا آجانا۔

دانتوں کی چیز جو چنے سے کم ہو زبان سے پہول کر نگل جانا اگر چنے کے برابر ہو تو مفسد روزہ ہے۔

موجبات قضاء وکفارہ

دانستہ کھانا پینا صحبت کرنا۔

غذا یا دوا کا کھانا۔

بارش کا پانی منہ سے اندر چلا جانا۔

کچا گوشت کھا جانا۔

چربی کا کھانا۔

گیہوں کا دانا چبا کر کھانا اگر اسکا چھلکا چبا کر کھائے۔ یا تل چبائے تو دونوں منہ میں مٹ جاتے ہیں۔ مفطر روزہ نہیں۔ افطار موجب کفارہ کی شرط ہے کہ روزہ کامل ہو جسکی سحری سے نیت کی جائے۔ اگر دن چڑھے نیت روزہ کی کر اور روزہ توڑ ڈالے تو کفارہ نہیں۔

اور غذا میں شرط ہے کہ معتاد مرغوب ہو (عادی ہو) غیر معتاد جیسے کچا گوشت چربی۔ پتے درختوں کے انکے کھانے سے قضا ہے کفارہ نہیں۔

عوارض جنسے افطار روا جائز ہے

سفر شرعی یعنے چالیس کوس کا سفر جسمیں نماز کا قصر واجب ہے

حمل عورت کا۔

شیر خوار بچہ کو دودھ پلانا۔

جب عورت کو اپنی جان یا بچہ کا خوف ہو۔

مرض مریض جب خوف زیادتی مرض کا ہو۔

مجبوری جابر کی۔

خوف موت کا۔

نقصان ہونا عقل کا۔

مسئلہ تراویح

نماز تراویح اہ رمضان میں باجماع صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت انکی سنت کفایہ ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ سنن بیہقی وغیرہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رمضان میں بیس رکعت نماز تراویح بجماعت ادا کرتے وقت تراویح کا بعد ادائے فرض عشاء و سنت کے عام ہے کہ وتر سے پہلے ہوں یا پیچھے مستحب ہے کہ ثلث لیل کے بعد پڑھے۔

فرض و سنت عشاء کے آخیر شب میں مکروہ اور تراویح غیر مکروہ ہے۔

جس مسجد میں جماعت فرض عشاء کی نہ ہو۔ اس میں جماعت تراویح
کی مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص فرض کی جماعت کے بعد نماز فرض و
سنت تنہا ادا کرے۔ یا دوسری مسجد میں فرض بجماعت پڑھ کر
آوے۔ اور شامل جماعت تراویح کے ہو جاوے تو ثواب میں
داخل ہو جاتا ہے۔ اور جو تراویح امام کے ساتھ سے رہ جاویں بعد ختم جماعت
کے ساتھ پڑھکر بقیہ تراویح پیچھے پڑھے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن جماعت کرائی۔ آپ مسجد
میں اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ یعنے تین دن پڑھائی۔ چوتھی رات
صحابہ نے جمع ہو کر آگاہ کیا۔ حضرتؐ اپنے اعتکاف کی جگہ بیٹھے
رہے۔ باہر نہ نکلے۔ صحابہ نے جماعت کی درخواست کی ارشاد
فرمایا۔ گھروں میں جاکر پڑھو۔ سب صحابہ گھروں میں پڑھتے رہے
بعدہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں بھی ایسے ہی جدا جدا پڑھتے
تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اب وہ عذر فرضیت کا جو حضرتؐ نے
بیان کیا تھا۔ نہیں رہا۔ اب بہتر ہے کہ سب جمع ہو کر ایک امام کے
پیچھے پڑھیں۔ اسمیں دو سنتیں ادا ہونگی۔ ایک ختم قرآن شریف کا۔
دوسرا نماز تراویح۔ کیونکہ سب کو قرآن شریف یاد نہیں۔ سوائے
امام کے سنت ختم کی دوسروں سے ادا نہ ہوگی۔ اسمیں حافظ اور
غیر حافظ سب سنت ادا کرینگے۔ قرآن شریف کا پڑھنا اور سننا بڑا
درجہ رکھتا ہے۔

سب صحابہ نے اسپر عمل کیا اور خوش ہوئے۔ اور تابعین و امامان
مجتہدین یعنے امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ۔ امام مالک۔ امام احمد۔
سب متفق ہیں کہ تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔
اہل مدینہ چھتیس رکعت اسواسطے پڑھتے کہ اہل مکہ کی ترویح میں

ہر ترویحہ پر طواف کعبہ اور دو رکعتیں ہوتی تھیں اسکے رشک میں چار
رکعت بعد ہر ترویحہ کے پڑھتے تھے۔ مگر اصل تراویح بیس رکعت
تھیں۔ یہ ۱۶ رکعت زائد بجائے طواف و دوگانہ طواف پڑھتے۔
غرض تراویح کی بیس رکعت ہونے میں کسی کو کلام نہیں جیسا کہ
بدرالدین عینی نے تحقیق کرکے لکھا ہے۔ اور وہ روایت کہ
حضرتؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ
نہیں پڑھتے تھے۔ یہ تحقیق والوں کے منافی نہیں۔ شاذ ہے جبکہ حضرت
نے مسجد میں تین رات جماعت پڑھائی۔ اور چوتھی رات میں سبکو حکم
فرمایا کہ گھروں میں جاکر پڑھو۔ جیسا کہ امام طحاوی نے معانی آثار میں
لکھا ہے۔ تو یہ حضرتؐ کا نماز پڑھانا اور حکم فرمانا سبکو معلوم تھا۔
اب اس کے برخلاف یہ سوال و جواب پیش کرنا کہ حضرت صدیقہ سے ابو سلمہ
نے پوچھا کہ حضرتؐ کی نماز رمضان میں کسقدر ہوتی تھی۔ تو آپکا جواب
دینا کہ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ اسکو بدرالدین
عینی نے خلاف تحقیق لکھا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ حضرت صدیقہ
فرماتی ہیں۔ کہ حضرت سترہ ۱۷ رکعت پڑھتے تھے۔ بارہ ۱۲ تہجد۔ تین
وتر۔ دو بعد وتر۔ دیکھو عینی بخاری صفحہ

اور نیز نماز تراویح کی بیس رکعت مسجد میں ہوئیں۔ سب صحابہ نے حضرت
کے ساتھ پڑھیں۔ اور جب بشاد حضورؐ کے گھروں میں پڑھتے رہے
اس نماز کی بابت کوئی سوال و جواب نہیں ہوا۔ اگر سوال و جواب
ہوا ہے تو تہجد معمولہ اور دائمی کی نسبت ہوا۔ سو وہ حضرتؐ پر واجب
تھے۔ اور صحابہ پر مستحب قیام و صیام رمضان کی حدیث صاف
بیان فرما رہی ہے۔ کہ نماز تراویح تہجد سے جدا ہیں۔
یہ سنت ہیں مؤکدہ ہیں اور وہ نوافل۔ گیارہ رکعت کی حدیث

کو تراویح بتانا خلاف اسلام ہے۔ کیونکہ جو قول و فعل صحابہ کرام کا ہے وہ عین حکم الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ

ترجمہ:- تم کل بنی آدم کی جماعتوں سے اچھی جماعت ہو۔ امر شرعی کا حکم کرتے ہو اور غیر مشروع سے روکتے ہو۔ خصوصاً جماعت مہاجرین اور انصار و عشرہ مبشرہ کے افعال و اقوال سے خدا وند کریم راضی ہے۔ پس جو انکے فعل پر راضی نہ ہو اور انکو فعل کو مشروع نہ سمجھے وہ منکر خدا و کلام خدا ہے۔

تراویح کا بیس رکعت ہونیکا سر الٰہی یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز فرض مع الوتر کہ مثل فرض کے ہیں، بیس رکعت ہیں اور ہر ایک رکعت کے تکمیل ایک ایک رکعت تراویح کی ہے بسنت نبوی مثل حکم الٰہی کے ہے۔ فرق اتنا ہے کہ سنت نبوی کا نام واجب و سنت ہے۔ اور حکم الٰہی کا نام فرض ہے۔ جو سنت کا تارک ہے۔ وہ فرض کا ناتمام کرنے والا ہے۔ تو اس کے فرض کامل ادا نہیں ہو سکتے۔ پس تارک سنت تارک فرض کامل کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اسی راز کو بیان فرمایا ہے۔

مَن تَرَکَ صَلٰوۃً مُتَعَمِّدًا فَقَد کَفَرَ

یعنے جو شخص کسی نماز کو جان کر قصداً ترک کرے یعنی بالکل ادا نہ کرے یا کامل نہ ادا کرے۔ تو وہ کافر النعمت ہے مگر احمد حنبل صاحب کافر کہتے ہیں۔

سو در اصل بات یہی ہے کہ نماز ناقص درجہ کمال سے دور ہے مغفرت الٰہی سے محروم و مہجور ہے۔ تو ادائے ناقص میں تعمیل امر

الٰہی کی نہ ہوئی۔

پس کفران یعنے عدم امتثال امر الٰہی کا ہوا۔ واللہ ہادی الی سواء السبیل۔

فضائل اسلام

اَلاِسلَامُ یَعلُو وَلَا یُعلٰی

یعنے اسلام ہر بات میں بر بلند ہے۔ زیر دست نہیں کیا جاتا۔ علم و حکمت میں ایسا ہے کہ کل عالم کے حکما و فضلا متقدمین و متاخرین قائل ہو گئے۔ کہ اسلامی علم سب کا اوستاد ہے۔ عدالت اسلام کی ایسی ہے۔ کہ جملہ سلاطین عادل قائل ہو گئے۔ کہ اسلام کا عدل سب پر فائق ہے۔ شجاعت ایسی کہ رستم و زال کی شجاعت پامال کر دی۔ سخاوت ایسی۔ کہ عرب حاتم کی سخاوت بھول گئے۔ صداقت ایسی کہ کل علمائے یہود و نصارا معترف ہے۔ جنہوں نے توریت انجیل کو تحریف اور تصحیف کیا تھا شرمندہ ہو گئے۔ زہد و تقویٰ کل ایسا کہ رہبان نصارٰی شرمسار ہو گئے۔ صناعت ایسی کہ مہندسان یونان طفل ابجد خوان بن گئے۔ بلاغت ایسی کہ کل شاہان زبان انکے اخلاق کے سامنے غیر مہذب و نادان ہو گئے۔ شاہد اس کلام کا کارہائے صحابہ کرام کی ہے کہ جامع جمیع مکارم اخلاق کے تھے جس کے سبب تھوڑے عرصے میں مالک زمین کے ہو گئے۔ سب پر عیاں ہو گیا کہ اسلام عالی ہے۔ افلاک اور اربع عناصر تا کم سے سب کو مسخر کر لیا جیسا کہ قرآن مجید میں تسخیر آسمان و زمین سب موجودات کی اسلام کے واسطے ہے۔ تا جہتکہ دریا ان کی افواج خشک قدم چلی گئی۔ جیسا کہ قعقاع بن عمرو دریائے نیل پر ہزار فوج کے ساتھ خشک پار گذر گیا۔ اتنا کہنا

اور بیل تھے نافرمان قوم موسیٰ کو بار دریا سے شکستہ۔ ہم فرمانبردار امت حبیب اللہ کے ہیں۔ ہمکو راستہ دیدے۔ جھٹ چالیس دریا خشک ہو گیا۔ اور پار اتر گئے۔ ایسے ہی جب ابو العلیٰ حضرمیؓ سپہ سالار فوج مرسلہ خلیفہ اول کے بہو سے جزیرہ بحرین برائے اخذ زکوٰۃ گئے۔ تو دریا اخضر میں کوئی جہاز نہ تھا۔ دریا کو فرمایا۔ کہ ہم فوج مرسلہ خلیفہ رسول اللہ کے ہیں۔ رستہ دیدے۔ یہ کہکر سمندر پر چلے پار اتر گئے گھوڑوں کے سم بھی نہ بھیگے۔ اسی طرح طئی الارض اور طئی الزمان یعنے سمٹ جانا زمانے دراز کا اندک زمانے میں جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رکاب میں پاؤں رکھکر گھوڑے پر سوار ہوتے دوسری رکاب میں پاؤں پہنچنے تک قرآن شریف ختم کر لیتے اور قصہ احمد سبتی بن ہارون رشید جو تارک الدنیا ہو گیا تھا قطب ہو کر فوت ہو گیا تھا بعد وفات شیخ محی الدین عربی نے اور قاضی حمید الدین ناگوری نے اسکو مکہ میں طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ پہچان گئے کہ یہ روح ہے محسوس بشکل انسان ہے۔ اس سے شیخ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اسنے کہا میں احمد سبتی ہوں۔ شیخ نے کہا سبتی کیوں کہلاتے تھے۔ سبت تو ہفتہ کے دن کو کہتے ہیں فرمایا کہ یکشنبہ سے جمعہ تک خدا تعالیٰ ہمارے کام میں تھا۔ یعنے آسمان و زمین اور دنیا بنائی ہفتہ کو فارغ ہو گیا تھا۔ میں بھی چھ دن خدا کی عبادت میں رہتا تھا۔ ہفتہ کے روز اپنی قوت یومی کا کوئی سبب کر لیتا تھا۔ شیخ نے کہا کہ میں نے سنا تھا۔ کہ آپ عمر بھر ستر ختم قرآن شریف کے کرتے تھے۔ احمد نے فرمایا سات ہزار۔ شیخ نے خیال کیا کہ سہو ہوگا۔ فرمایا المقول آخر نا آخر تا ۔۔

"قاضی حمید الدین ناگوری کا انکے ساتھ بھی یہی سوال و جواب ہوا۔

سلطان نظام الدین دہلوی کے حضور جب یہ ذکر آیا تو فرمایا کہ راست وہی ہے کہ عقل میں نہ آوے۔

اخلاقِ حسنہ اہلبیتؓ

اخلاق شریفہ امام حسنؓ کے سب پر فائق ہیں۔ ایک روز کوئی اعرابی آپ کے سامنے مذمت کرنے لگا۔ آپنے خدام کو فرمایا۔ اس کو دو وہ آخر چھوڑ دے سو دو۔ یہ بھوکا ہے۔ دو دو چھوہارے اور کوکب لائے پھر وہ مغلوب بکتا رہا۔ فرمایا جتنے گھر میں درہم ہیں اسکو دیدو۔ خدام نے تین ہزار درہم اسکو دیدیئے۔ فرمایا۔ اتنا ہی ہمارے پاس تھا۔ اسکو قبول کر پھر کچھ حاجت ہوگی تو آجانا۔ اسنے کہا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنے اللہ تعالیٰ اچھا جانتا ہے جس جگہ اپنی رسالت اتارے۔ آپ اہلبیت رسالت ہو۔ اللہ نے خوب جانا۔ آپ اس درجہ کے ہو۔ آپکے ہم پایہ کوئی نہیں۔ حضرت امام صاحب کو مدح و مذمت برابر تھی کیونکہ سب مذمت کے برابر جانتے۔ اور مصداق اس آیت شریف کے تھے۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

یعنے جو شخص کہ صبر کرے اور معاف کردے یہ کام ہے اولوالعزم کا ہے۔ یہ وصف اولوالعظمیٰ کا خاصہ آپکی ذات کا تھا۔ جیسا شاعر نے کہا۔

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اساء

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دن کوئی سائل آیا اور زمین پر لکھا کہ لی حاجۃ یعنی مجھے حاجت ہے۔ جانتا تھا کہ زبانی سوال حرام ہے۔ اظہار حاجت کا لکھکر بولا کہ میں نے حضرت سے سنا ہے۔ اگر حاجت ہو تو اسکے پاس ظاہر کرو جو حافظ قرآن ہو یا اجمل الناس ہو یا غنی کریم ہو سو تینوں اوصاف آپ میں ہیں۔ قرآن شریف آپکے گھر میں اترا آپ حضرت کی صورت پر ہیں اور کریم ابن الکریم ہیں۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے والد شریف سے سنا تھا۔ فرماتے تھے۔

المعروف بقدر المعرفۃ یعنے سخاوت کرنی بر اندازہ علم دین کے ہے جس قدر علم دین زیادہ ہو اوسکو بخشش زیادہ کرے۔ اگر کم ہو تو کم کرے۔ کہ ایک ہزار کی تھیلی رکھی ہے۔ تین سوال ہیں۔ اگر تینوں جواب پورے دیگا تو ساری دیدونگا۔ اول یہ کہ سب عملوں سے عمل کونسا اچھا ہے اوس نے جواب دیا ایمان پھر فرمایا سختی سے کون چیز بچانیوالی ہے بولا اعتماد بر اللہ تعالی پھر فرمایا زینت آدمی کی کیا ہے بولا۔ علم با حلم فرمایا اگر یہ نہ ہو پھر کیا۔ بولا غنی با کرم۔ فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر کیا۔ بولا فقر با صبر فرمایا اگر یہ نہ ہو تو پھر کیا۔ کہا الموت۔ آپنے وہ تھیلی ساری اسکو دیدی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال شرع میں حرام ہے اور دینا بقدر معرفت دین محتاج کو واجب۔ مال خدا و ذریات الشیطان کو دینا حرام ہے۔

طاقت امام کل عالم پر غالب ہے

شیخ محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جہاں تک حضرت کا معراج شریف میں قدم مبارک گیا سب عالم

زیر طاقت قدم حضرت کے ہیں۔ دین کی طاقت بہ برکت قدم مبارک کل عالم پر حاوی ہے حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے فرمایا۔ جو قدم حضرت نے اٹھایا میں نے اوسی جگہ قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت کہ باب نبوۃ بند ہوگیا۔ قدم نبوت پر کسی کی طاقت نہیں کہ کوئی قدم رکھے۔ شیخ محی الدین قدس سرہ باب ... فتوحات میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر بغدادی کا تصرف سوائے اللہ کے سب چیز پر ہے۔ ایسا قطب صاحب تصرف کا کوئی نہیں سنا۔ میری ملاقات انسے نہیں ہوئی۔

حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے اپنے قصیدہ والیہ میں فرمایا۔

واجلسنی بقاب قوسین علی
منوا لتخصیص فی حضرت الجمع

یعنے مجھکو قاب قوسین میں میرے سرواسطے دربار الہی میں ساتھ تخصیص کے بٹھایا۔

وہی عالم غیب ہے جسمیں آپ حضرت غوث پاک ملاح حضرت الہا کے اور رحمت اللعالمین کے ہو گئے۔ جو کچھ انعام و خلعت ملا اسکی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپ فرماتے ہیں۔

کسانی خلعۃ بطراز عزم
وتوجنی بتیجان الکمال
بلاد اللہ ملکی تحت حکمی
ووقتی قبل قلبی قد صفالی

ترجمہ پہنائی مجھکو خلعت منقش با اعزاز اور مجھکو تاج اوصاف کمالیہ کے پہنائے۔

سب خدائی ملک میرے ملک میں۔ اور میری لائیٹ دل کے

ہوا کرنے سے پہلے صاف ہو چکی ہے لکھنے میں ازل کا ولی ہوں ۱۲

وقد حکمنی علی الاقطاب جمعاً
فحکمی نافذ فی کل حال

اور مجھ کو تمام قطبوں پر والی کر دیا ہے۔ سو میرا حکم ہر حالت میں جاری اور نافذ ہے۔

مسئلہ ضروری

شامی و درمختار میں صفحہ (۲۵) پر لکھا ہے کہ صدقات واجبہ جیسے زکوۃ و صدقہ فطر و نذر اللہ و قربانی وغیرہ اہل بدعت کو وہ بدعت جس سے کفر ہو دینی ناجائز ہے۔ جیسے فرقہ کرامیہ کہ خدا تعالیٰ کو عرش پر قرار پذیر کہتا ہے اور جسم وغیرہ مشبہہ ۱۲ اب ہم جب بعض لوگوں کے فرقوں کو دیکھتے ہیں۔ تو وہابی لوگ تابعدار ابن تیمیہ مجسمہ کے پاتے ہیں جیسا کہ رسالہ اردو مولوی غلام علی امرتسری کا جس کے حاشیہ پر رسالہ ابن تیمیہ کا عربی زبان میں ہے ثابت کر رہا ہے۔ اور یہی اعتقاد اس فرقے کا ہے سو یہ فرقہ اس عقیدہ میں فرقہ کرامیہ کے جو منسوب ہے طرف ابو عبداللہ بن کرام کے ہے۔ موافق ہے۔ پس اس فرقہ کو زکوۃ و فطرانہ و نذرانہ و قربانی وغیرہ دینی ناجائز ہے جو دیوے گا اس کو دوبارہ دینے دوسری قربانی کرنی واجب ہوگی۔ فقط ذبح کی ہوئی اور جسے بعد کا جو سال ڈالو کر وہ ہو اس کو قربانی کرنا جائز ہے۔ دوسرا ہو تیسرا دو سال کا ہونا واجب ہے۔

المشتہر

مولوی غلام قادر عفی عنہ از مجلس حنفیہ مسجد بیگم شاہی لاہور

فہرست

المشتہر

سیکرٹری انجمن حنفیہ اہل السنت والجماعت
محمد منظور لاہور